سُورَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

یہ بھی مکی سورتوں میں سے ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کی پھوار پڑ رہی ہے۔ اس سورۃ مبارکہ کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دعوت کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے اس کی راہ میں جو دشوار گزار گھاٹیاں تھیں اور آپ کے اردگرد سازشوں کا جو جال پھیلا ہوا تھا، اس سے آپ کی روح قلق و اضطراب میں مبتلا تھی، اس بارگراں کے افکار و ہجوم سے آپ کا سینہ مبارک سخت بوجھل تھا اور یہ بوجھ آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا اور آپ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد، اس سے زادِ راہ اور اس کی جانب سے ہمت و حوصلہ کی ضرورت شدت سے محسوس فرما رہے تھے، اِن حالات میں یہ سورۃ مبارکہ آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کا حوصلہ بڑھانے میں اکسیر ثابت ہوئی۔

سورۃ کے آغاز میں رب کائنات نے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا کہ اس نے اپنی رحمت سے آپ کے انقباض نفس کو دور فرما کر اسے کشادگی اور فراخی سے ہمکنار کیا ہے، آپ کو قرآن حکیم ایسی عظیم نعمت عطا فرمائی اور دین اسلام آپ کا طریق زندگی مقرر فرمایا۔ یہ عارضی مصائب و مشکلات بالآخر چھٹ کر رہیں گے۔ یہ اس کا قانون اور ضابطہ ہے کہ ہر سختی کے بعد آسانی اور ہر تنگی کے بعد راحت نصیب فرماتا ہے تو جب بھی آپ اور آپ کے صحابہؓ دعوت وتبلیغ سے فراغت حاصل کریں تو عبادت و ریاضت میں جم جائیں، اس سے دلوں کو سکون و سرور ملے گا، اپنے مشن کو جاری و ساری رکھنے کا حوصلہ بڑھے گا اور یہی بات تا قیامت آپ کی امت میں سے ہر داعی الی الخیر کے لیے زادِ راہ ہوگی۔

رہی آپ کی عزت وعظمت تو وہ وقت کے دھارے کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی، جہاں دنیا کی ہر مسجد کے مینار سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی توحید اور اس کی کبریائی کی صدا بلند ہوگی وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان بھی ہوگا۔

آیات:۸ # سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ رکوع:۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ(۱) وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ(۲) الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ(۳) وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ(۴) فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا(۵) اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا(۶) فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ(۷) وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ(۸)﴾

(اے نبیؐ) کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ کر دیا، اور ہم نے آپ کے دل سے آپ کا بوجھ اتار دیا جو آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا اور آپ کے لیے ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا، پس یاد رکھیں بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی اور ہر تنگی کے بعد فراخی ہے اور جب آپ فرصت پائیں تو ہمہ تن مشغول ہو جایئے اور اپنے رب سے لو لگائیں۔

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ﴾

(اے نبیؐ) کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا۔

اَ کیا، حرف استفہام، لَمْ نہیں، حرف نفی و جزم، یہ بعد والے حرف کو جزم دیتا ہے جیسا کہ نَشْرَحْ کی ''ح'' پر جزم ہے (شَرَحَ، یَشْرَحُ، شَرْحًا) کھولنا، بیان کرنا، شَرَحَ صَدْرَہ لِشَیٍٔ کسی شے کو محبوب و مرغوب بنانا، کشادہ کرنا، (القاموس الوحید)۔ لَکَ (لَ.کَ) لیے، آپ (کے) صَدْرَکَ (صَدْرَ.کَ) سینہ آپ کا۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

’’کیا ہم نے اس دعوت کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا ہم نے آپ کے لیے دین کا کام آسان نہیں کیا؟ کیا اس کام کو آپ کے لیے محبوب نہیں بنایا؟ کیا ہم نے اس کی راہ آپ کے لیے متعین و مقرر نہیں فرمائی اور کیا اس راہ کو آپ پر واضح اور روشن نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ اِس کا مبارک انجام بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں...... ذرا اپنے سینہ کو ٹٹول کر دیکھیے! کیا آپ اس میں روح، اِنشراح اور نور نہیں پاتے؟ کیا آپ اپنے احساسات میں اللہ تعالیٰ کی جود و عطا کا ذائقہ محسوس نہیں کرتے؟ کیا آپ ہر مشقت کے ازالہ کے لیے ساز و سامان، ہر تکلیف کے ساتھ راحت، ہر دشواری کے ساتھ فراخی اور ہر محرومی کے ساتھ خوشنودی و رضا کی نعمت نہیں پاتے۔‘‘ (فی ظلال القرآن)

﴿وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ﴾ اور ہم نے آپ کے دل سے آپ کا بوجھ اتار دیا۔

وَ وَضَعْنَا اور اتار دیا، ہم نے، وَ اور عاطفہ سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لیے ہے وَضَعْنَا اتار دیا ہم نے، فعل ماضی جمع متکلم، رب العزت کے لیے بطور عزت جمع کا صیغہ آیا ہے، واحد کے لیے جمع کا صیغہ عزت کے لیے آتا ہے، (وَضَعَ، يَضَعُ، وَضْعًا)، عربی زبان میں وسیع معنوں میں آتا ہے، وَضَعَ کے بعد عَنْ آ جائے تو اس کے معنی اتارنا، ہلکا کرنا، دور کر دینا، ہٹا دینا کے ہوتے ہیں۔ عَنْكَ (عَنْ. كَ) آپ سے، ’كَ‘ ضمیر واحد مذکر مخاطب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے، وِزْرَكَ (وِزْرَ. كَ) بوجھ۔ آپ کا۔

حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں:

’’یہ بوجھ کون سا تھا؟ اردگرد کے ماحول میں جہالت، کفر، شرک، گمراہی دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کڑھتے تھے، مگر آپ کو علم نہیں تھا کہ اس کا علاج کیا ہو؟ یہی وہ بوجھ تھا جسے اللہ نے نبوت کے ذریعہ ہٹا دیا۔‘‘ (تیسیر القرآن)

﴿الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ جو آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا۔

الَّذِىٓ جس نے، اسم موصول، اَنْقَضَ توڑ رکھی تھی، فعل ماضی واحد مذکر غائب (اَنْقَضَ، يُنْقِضُ،

اِنۡقَاضًا) توڑنا، دبانا، ظَهۡرَكَ (ظَهۡرَ. كَ) کمر۔ آپ کی ''ک''، ضمیر واحد مخاطب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''یعنی ہم نے آپ کے بوجھ کو، جو آپ کی کمر کے لیے بارگراں بنا ہوا تھا، یہاں تک کہ وہ مارے بوجھ کے ٹوٹی جارہی تھی، آپ کے اوپر سے اتار دیا، اس طرح کہ آپ کا سینہ (اسلام کے لیے) کھول دیا، آپ کو اس دعوت کی توفیق دی، آپ کے لیے دعوتِ حق کو آسان بنا دیا، نیز وحی نازل کی جو حقیقت کو واضح کرنے کے ساتھ یہ بھی بتاتی ہے کہ دعوتِ دین کو کس طرح دلوں میں سہولت و نرمی کے ساتھ اتارا جائے، اس طرح آپ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا بلکہ اسے اتار دیا، کیا آپ اس بارگراں کے سلسلے میں جو آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا، اس حقیقت کو محسوس نہیں کرتے؟ کیا آپ شرح صدر کے بعد اپنے بوجھ کو ہلکا نہیں پاتے۔'' (فی ظلال القرآن)

﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾

اور آپ کے لیے ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

وَ اور عاطفہ، رَفَعۡنَا ہم نے بلند کیا، فعل ماضی جمع متکلم، جمع کا صیغہ رب العزت کے لیے بطور عزت استعمال ہوا ہے (رَفَعَ، يَرۡفَعُ، رَفۡعًا) شہرت دینا، ذکر خیر کرنا، رتبہ بڑھانا، فوقیت دینا، حیثیت دینا۔ (القاموس الوحید) لَكَ (لَ. كَ) لیے۔ آپ کے 'ک' ضمیر واحد مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے۔ ذِكۡرَكَ (ذِكۡرَ. كَ) ذکر۔ آپ کا۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''ہم نے آپ کے لیے آپ کا آوازہ بلند کیا، ہم نے آپ کا ''رفعِ ذکر'' ملاءِ اعلیٰ میں کیا، ہم نے آپ کا رفع ذکر زمین میں کیا، ہم نے پوری کائنات میں آپ کا آوازہ بلند کیا۔ ہم نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام لکھ دیا کہ جب بھی کلمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰه'' کسی کی زبان سے نکلے تو اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی آئے، اس سے زیادہ رفع ذکر اور کیا ہو سکتا ہے...... اس سے بلند تر کوئی

مقام نہیں، یہ مقام اس عالم میں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔" (فی ظلال القرآن)

﴿فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا، اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا﴾

پس بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی اور ہر تنگی کے بعد فراخی ہے۔

فَاِنَّ (ف. اِنَّ) پس۔ بلاشبہ، مَعَ الۡعُسۡرِ ساتھ، مشکل کے، يُسۡرًا آسانی ہے، اِنَّ یقیناً، مَعَ الۡعُسۡرِ ساتھ ہر تنگی کے، يُسۡرًا فراخی ہے۔ یعنی آپ صبر و استقلال سے دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھیں اور یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی اور ہر تنگی کے بعد فراخی ہوتی ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے خوشخبری ہے کہ تم اسلام کی راہ میں جو تکلیفیں برداشت کر رہے ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد اللہ ہی تمہیں فراغت و آسانی سے نوازے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جسے ساری دنیا جانتی ہے۔" (احسن البیان)

﴿فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ، وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ﴾

اور آپ فرصت پائیں تو ہمہ تن مشغول ہو جائیے اور اپنے رب سے لو لگائیے۔

فَاِذَا (ف. اِذَا) پس۔ جب، فَرَغۡتَ آپ فارغ ہو جائیں یعنی تبلیغ و جہاد کی مصروفیات سے فراغت پائیں، فعل ماضی واحد مذکر حاضر (فَرَغَ، يَفۡرُغُ، فَرَاغًا) خالی ہونا، فارغ ہونا، اردو میں بھی انہی معنوں میں آتا ہے، فَانۡصَبۡ (ف. انۡصَبۡ) پس۔ محنت کیجیے، فعل امر واحد مذکر حاضر (نَصَبَ، يَنۡصَبُ، نَصَبًا) محنت سے کام کرنا، جانفشانی سے کام کرنا، وَاِلٰى اور طرف، رَبِّكَ (رَبِّ. كَ) رب۔ اپنے کے، فَارۡغَبۡ (ف. ارۡغَبۡ) پس۔ راغب ہو جائیے، فعل امر واحد مذکر حاضر (رَغِبَ، يَرۡغَبُ، رَغۡبًا وَ رَغۡبَةً) خواہش مند ہونا، راغب ہونا، رغبت، چاہت اردو میں بھی جانا پہچانا لفظ ہے۔

الاستاذ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب آپ مخلوق کو دعوتِ حق دینے سے فارغ ہو جائیں تو خالق

کائنات کی بندگی میں مصروف ہو جائیں اور جب آپ دنیا کے کام کاج سے فرصت پالیں تو آخرت کی طلب اور چاہت میں لگ جائیں۔'' (صفوۃ التفاسیر)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) نبوت ملنے سے پہلے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرب کی بالخصوص اور دنیا کی بالعموم حالتِ زار دیکھ کر کڑھتے تھے یہ بارگراں گویا آپ کی کمر کو توڑ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شدید آرزو اور تمنا تھی کہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں، ان کی عادات واخلاق سنور جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے نوازا، خاتم النبیین کے مرتبہ پر سرفراز فرما کر نسل انسانیت کے لیے رحمت بنایا تو یہ ابدی ہدایت اور پاکیزہ روشنی آپ کے لیے انشراح صدر کا باعث ہوئی اور جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، وہ بھی انشراح صدر کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

۲) آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب ؓ کو حکم ہوتا ہے کہ مصائب ومشکلات سے نہ گھبرائیں دعوت حق پیش کرنے میں ان کا پیش آنا لازمی حصہ ہے، اِبتلا وآزمائش کے بعد ہی آسانیاں ملتی ہیں اور انہیں عنقریب فتح وکامرانی کا مژدۂ جانفزا سنایا جائے گا، چنانچہ فتح مکہ مسلمانوں کے عروج اور سربلندی کا نشان تھا، اس کے بعد چاردانگِ عالم میں انہوں نے حق کا پرچم لہرایا۔

۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت بھی دی گئی کہ آپ کا آوازہ وشہرت اور عُلو مرتبت چاردانگ عالم میں پھیل جائے گی۔ جو کیفیت اس وقت بظاہر گمنامی کی ہے اس سے نکل کر آپ ﷺ کا نامِ نامی پوری دنیا میں ایک بلند مقام حاصل کرلے گا اور دنیا آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کی قائل ہو کر رہے گی۔

۴) اس خوشخبری اور تسلی پر مبنی حکم الٰہی میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اپنی طرف راغب رکھنے کے لیے بھی حکم فرمایا کہ یہ جہاد وقتال اور امورِ سلطنت بظاہر دنیاوی مشغولیتیں ہیں لیکن حقیقتاً یہ نفاذ اسلام اور غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے اور یہ خود عبادت ہے تاہم مشغولیت کے ان لمحات سے کچھ لمحات اللہ کے لیے مختص کر لیجیے جن کے اندر صرف اور صرف اسی سے لو لگائی جائے اور اسی سے راز ونیاز ہو۔

.................o.................